

یعنی اے محبوب! اللہ تعالیٰ لوگوں کی چالوں سے آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۵۳﴾ حاملان عرش کی دعاء

عرش الہی کے اٹھانے والے ملائکہ فرشتوں کے سب سے اعلیٰ طبقات میں ہیں۔ ان میں سے ہر فرشتے کے بازوؤں پر چار پر ہیں اور دو پران کے چہروں کے اوپر ہیں۔ جن سے یہ اپنی آنکھوں کو چھپائے رکھتے ہیں اور خوفِ خداوندی کے باعث یہ فرشتے ساتویں آسمان کے فرشتوں سے زیادہ خدا کا خوف رکھتے ہیں اور ساتویں آسمان والے فرشتے چھٹے آسمان والے فرشتوں سے خوفِ الہی میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح چھٹے آسمان والے پانچویں آسمان والوں سے اور پانچویں آسمان والے چوتھے آسمان والوں سے اور چوتھے آسمان والے تیسرے آسمان والوں سے اور تیسرے آسمان والے دوسرے آسمان والوں سے اور دوسرے آسمان والے پہلے آسمان والوں سے خوف و خشیتِ ربانی میں اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ پھر عرشِ الہی کے گرد رہنے والے فرشتے جن کو ”کردہ بین“ کہتے ہیں یہ باقی فرشتوں کے سردار ہیں اور بہت ہی وجاہت والے ہیں۔

منقول ہے کہ عرش کے گرد ملائکہ کی ستر ہزار صفیں ہیں۔ اس طرح کہ ایک صف ایک صف کے پیچھے ہے۔ یہ سب عرش کا طواف کرتے رہتے ہیں۔ پھر ان سبھوں کے بعد ستر ہزار ملائکہ کی صف ہے اور وہ اپنے ہاتھ اپنے کاندھوں پر رکھتے ہوئے خدا کی تسبیح و تکبیر پڑھتے رہتے ہیں۔ پھر ان کے بعد اور ایک سو صفیں فرشتوں کی ہیں جو اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے تسبیح و تکبیر اور دعا میں مشغول ہیں۔ (تفسیر صاوی، ج ۵، ص ۱۸۱، پ ۲۴،

المومن: ۷)

اور سب فرشتوں کی دعا کیا ہے۔ اس کو قرآن مجید کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔ ارشادِ ربانی ہے کہ

الَّذِينَ يَحْبِلُونَ الْعُرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

(پ ۲۴، المؤمن: ۷-۸)

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں اے رب ہمارے تیرے رحمت و علم میں ہر چیز کی سمائی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے اے ہمارے رب اور انہیں بسنے کے باغوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو جو نیک ہوں ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں بیشک تو ہی عزت و حکمت والا ہے۔

درس ہدایت: آپ نے عرش الہی کے اٹھانے والے اور عرش کا طواف کرنے والے فرشتوں کی دعا ملاحظہ کر لی کہ وہ سب مقدس فرشتے ہم مسلمانوں اور ہمارے والدین اور بیویوں اور ہماری اولاد کے لئے جہنم سے نجات پانے اور جنت عدن میں داخل ہونے کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ اللہ اکبر! کتنا بڑا احسان عظیم ہے ہم مسلمانوں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ ہی کے طفیل میں ہم مسلمانوں کو یہ رتبہ بلند اور درجہ عالیہ حاصل ہوا ہے کہ بے شمار طبقہ اعلیٰ کے فرشتے ہم گناہ گار مسلمانوں کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں وہ بھی کون سے فرشتے؟ عرش الہی کے اٹھانے والے فرشتے اور عرش الہی کا طواف کرنے والے فرشتے سبحان اللہ! کہاں ہم اور کہاں ملائعہ اعلیٰ کے ملائکہ، مگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کا

طفیل ہے کہ اس نے ہم قطروں کو سمندر ناپیدا کنار اور ہم ذروں کو آفتاب عالم تاب بنادیا۔
سبحان اللہ! سبحان اللہ! ایک بار بصد اخلاص نبی مکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

﴿۵۴﴾ صاحب اولاد اور بانجھ

اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ وہ کسی کو صرف بیٹی عطا فرماتا ہے اور کسی کو صرف بیٹا دیتا ہے اور کچھ لوگوں کو بیٹا اور بیٹی دونوں ہی عطا فرما دیا کرتا ہے۔ اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کو بانجھ بنا دیتا ہے نہ انہیں بیٹی دیتا ہے نہ بیٹا اور یہ دستور خداوندی صرف عام انسانوں ہی تک محدود نہیں بلکہ اس نے اپنے خاص و مخصوص بندوں یعنی حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھی اس خصوص میں چاروں طرح کا بنایا ہے۔ چنانچہ حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہما السلام کے صرف بیٹیاں ہی تھیں کوئی بیٹا نہیں تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صرف بیٹے ہی بیٹے تھے کوئی بیٹی ہوئی ہی نہیں۔ اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹے اور چار بیٹیاں عطا فرمائیں اور حضرت عیسیٰ و حضرت یحییٰ علیہما السلام کے کوئی اولاد ہی نہیں ہوئی۔

(تفسیر روح البیان، ج ۸، ص ۳۴۲-۳۴۳، پ ۲۵، الشوری: ۴۹-۵۰)

قرآن مجید میں رب العزت جل جلالہ نے اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:
يَهْبُ لِسَنِّ يَشَاءُ اِنَاثًا وَيَهْبُ لِسَنِّ يَشَاءُ الذُّكُورَ ۚ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ
ذُكْرًا وَاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيْبًا ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

(پ ۲۵، الشوری: ۴۹-۵۰)

ترجمہ کنز الایمان:- جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کر دے بے شک وہ علم و قدرت والا ہے۔

درسِ ہدایت:- اللہ تعالیٰ بیٹی دے یا بیٹا دے یا دونوں عطا فرمائے یا بانجھ بنادے بہر حال یہ سبھی خدا کی نعمتیں ہیں۔ مذکورہ بالا آیت کے آخری حصہ یعنی **إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ** ۵۰ میں اسی طرف اشارہ ہے کہ کون اس کے لائق ہے کہ اس کو بیٹی ملے اور کون اس کا بل ہے کہ اس کو بیٹا ملے اور کون اس کی اہلیت رکھتا ہے کہ اس کو بیٹا اور بیٹی دونوں ملیں اور کون ایسا ہے کہ اس کے حق میں یہی بہتر ہے کہ اس کے کوئی اولاد ہی نہ ہو۔ ان باتوں کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کیونکہ وہ بہت علم والا اور بڑی قدرت والا ہے۔ انسان اپنی ہزار علم و آگہی کے باوجود اس معاملہ کو نہیں جانتا کہ انسان کے حق میں کیا بہتر ہے اور کیا بہتر نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (پ ۲، البقرہ: ۲۱۶)

ترجمہ کنزالایمان:- اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اس لئے بندوں کو چاہئے کہ اگر اپنی خواہش کے مطابق کوئی چیز نہ مل سکے تو ہرگز ناراض نہ ہوں بلکہ یہ سوچ کر صبر کریں کہ ہم اس چیز کے لائق ہی نہیں تھے اس لئے ہمیں خدا نے نہیں دیا وہ علیم و قدیر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ کون کس چیز کا اہل ہے اور کون اہل نہیں ہے۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر

تجھ سے کیا ضد تھی؟ اگر تو کسی قابل ہوتا

بیٹیاں:- اس زمانے میں دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ بیٹیوں کی پیدائش سے چڑتے ہیں اور منہ بگاڑ لیتے ہیں بلکہ بعض بد نصیب تو اول نول بک کر کفرانِ نعمت کے گناہ میں مبتلا ہو جاتے

ہیں۔ واضح رہے کہ بیٹیوں کی پیدائش پر منہ بگاڑ کر ناراض ہو جانا یہ زمانہ جاہلیت کے کفار کا منحوس طریقہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٥٨﴾
يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَبِهِ ۖ أَيَسْكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ
يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۚ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٥٩﴾ (پ ۱۴، النحل: ۵۸-۵۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا رے بہت ہی برا حکم لگاتے ہیں۔
خوب سمجھ لو کہ مسلمانوں کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ بیٹیوں کی پیدائش پر بھی خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرے اور مندرجہ ذیل حدیثوں کی بشارت پر ایمان رکھ کر سعادت دارین کی کرامتوں سے سرفراز ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں:

{۱} عورت کے لئے یہ بہت ہی مبارک ہے کہ اس کی پہلی اولاد لڑکی ہو۔

{۲} جس شخص کو کچھ بیٹیاں ملیں اور وہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرے یہاں تک کہ کفو میں ان کی شادی کر دے تو وہ بیٹیاں اس کے لئے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔

{۳} حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم لوگ بیٹیوں کو برامت سمجھو، اس لئے کہ میں بھی چند بیٹیوں کا باپ ہوں۔

{۴} جب کوئی لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لڑکی! تو زمین پر اتر۔ میں

تیرے باپ کی مدد کروں گا۔ (تفسیر روح البیان، ج ۸، ص ۳۴۲، پ ۲۵، الشوری: ۴۹-۵۰)

﴿۵۵﴾ فاسق کی خبر پر اعتماد مت کرو

۵۵ھ کے غزوہ بنی مصطلق میں جب مسلمان فتح یاب ہو گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ کے سردار کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو صحابہ کرام نے تمام اسیران جنگ کو یہ کہہ کر رہا کر دیا کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کر لی، اس خاندان کا کوئی آدمی لونڈی غلام نہیں رہ سکتا۔ مسلمانوں کے اس حسن سلوک اور اخلاق کریمانہ سے متاثر ہو کر تمام قبیلہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ”ولید بن عقبہ“ کو اس قبیلہ والوں کے پاس بھیجا تا کہ وہ قبیلہ کے دولت مندوں سے زکوٰۃ وصول کر کے ان کے فقراء پر تقسیم کر دیں۔

قبیلہ بنی المصطلق کے لوگوں کو جب ”ولید“ کی اس آمد کا علم ہوا تو وہ عامل اسلام کے استقبال کے لئے خوشی خوشی ہتھیار لے کر بستی سے باہر میدان میں نکلے۔ زمانہ جاہلیت میں اس قبیلہ اور ولید میں کچھ ناچاقی رہ چکی تھی اس لئے پرانی عداوت کی بناء پر استقبال کے لئے اس ہتہما کو ولید نے دوسری نظر سے دیکھا اور سمجھا اور قبیلہ والوں سے اصل معاملہ دریافت کئے بغیر ہی مدینہ واپس چلا آیا، اور دربار نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ قبیلہ بنی مصطلق کے لوگ تو مرتد ہو گئے اور انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اس خبر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہوئے اور مسلمان بے حد برا فروختہ ہو گئے بلکہ مقابلہ کے لئے جہاد کی تیاریاں ہونے لگیں۔ ادھر بنی مصطلق کو ولید کے اس عجیب طرزِ عمل سے بڑی حیرت ہوئی اور جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ ولید نے دربار نبوت میں غلط بیانی اور تہمت طرازی کر دی ہے تو ان لوگوں نے ایک معزز اور باوقار وفد دربار نبوت میں بھیجا جس نے بنی المصطلق کی طرف سے صفائی پیش کی۔ ایک جانب اپنے عامل ولید کا بیان اور دوسری جانب بنی المصطلق کے وفد کا یہ بیان دونوں باتیں سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اور وحی الہی کا انتظار فرمانے لگے، آخر

وحی اُتر پڑی اور سورہ ”حجرات“ کی آیات نے نازل ہو کر نہ صرف معاملہ کی حقیقت ہی واضح کر دی بلکہ اس خصوص میں ایک مستقل قانون اور معیارِ تحقیق بھی عطا فرمادیا۔ وہ آیات یہ ہیں:

(تفسیر خزائن العرفان، ص ۹۲۸، پ ۲۶، الحجرات: ۶)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْحَبُوا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ۚ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّشِدُونَ ۚ فَضَلَّ اللَّهُ مِنَّا النَّبِيَّ وَنَبَعَهُ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ (پ ۲۶، الحجرات: ۶-۸)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں تو تم ضرور مشقت میں پڑو۔ لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر اور حکمِ عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

درسِ ہدایت: {ا} خبروں کے بیان کرنے میں عام طور پر لوگوں کا یہی مزاج اور طریقہ بن چکا ہے کہ جو خبر بھی ان کے کانوں تک پہنچے اس کو بلا تکلف بیان کر دیا کرتے ہیں اور حقیقتِ حال کی تفتیش اور جستجو بالکل نہیں کرتے۔ خواہ اس خبر سے کسی بے گناہ پر افتراء کیا جاتا ہو یا کسی کو نقصان پہنچتا ہو۔

اسلام نے اس طریقہ کو بالکل غلط قرار دیا ہے بلکہ قرآن نے اسلامی آداب کا یہ قانون بتایا

ہے کہ ہر خبر کو سن کر پہلے اس کی تحقیق کر لینی چاہئے جب وہ خبر پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو پھر اس خبر کو لوگوں سے بیان کرنا چاہئے اسی بات کی طرف متوجہ کرنے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تنبیہ فرمائی ہے کہ كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

(صحیح مسلم، باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع، رقم الحدیث ۵، ص ۸)

یعنی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ جو بات بھی سنے لوگوں سے (بلا تحقیق) بیان کرنے لگے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

{۲} اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایک شخص اگر عادل اور پابند شریعت ہو تو اس کی خبر معتبر ہے۔

{۳} بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت ولید بن عقبہ ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ آیت عام ہے اور ہر فاسق کی خبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

{۴} ولید بن عقبہ کو صحابی ہوتے ہوئے قرآن مجید نے فاسق کہا تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے کیونکہ اس واقعہ کے بعد جب ولید بن عقبہ نے صدق دل سے سچی توبہ کر لی تو ان کا فسق زائل ہو گیا۔ لہذا کسی صحابی کو فاسق کہنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ ہر صحابی صادق، عادل اور پابند شرع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۵۶﴾ ملائکہ مہمان بن کر آئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت مہمان نواز تھے۔ منقول ہے کہ جب تک آپ کے دسترخوان پر مہمان نہیں آ جاتے تھے آپ کھانا نہیں تناول فرماتے تھے۔ ایک دن مہمانوں کا ایک ایسا قافلہ آپ کے گھر اتر پڑا کہ ان مہمانوں سے آپ خوفزدہ ہو گئے یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے جو دس یا بارہ فرشتوں کو ہمراہ لے کر تشریف لائے تھے اور سلام کر کے مکان کے اندر داخل ہو گئے۔ یہ سب فرشتے نہایت ہی خوبصورت انسانوں کی شکل میں تھے۔ اولاً تو یہ حضرات ایسے وقت تشریف لائے جو مہمانوں کے آنے کا وقت نہیں تھا۔ پھر یہ حضرات بغیر

اجازت طلب کئے دندناتے ہوئے مکان کے اندر داخل ہو گئے پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حسبِ عادت ان حضرات کی مہمان نوازی کے لئے ایک فریبہ بھنا ہوا پتھر الائے تو ان حضرات نے کھانے سے انکار کر دیا۔ ان مہمانوں کی مذکورہ بالاتین اداؤں کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کچھ خدشہ گزرا کہ شاید یہ لوگ دشمن ہیں کیونکہ اس زمانے کا یہی رواج تھا کہ دشمن جس گھر میں دشمنی کے لئے جاتا تھا اس گھر میں کچھ کھاتا پیتا نہیں تھا۔ چنانچہ آپ ان مہمانوں سے کچھ خوف محسوس فرمانے لگے۔ یہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اے اللہ کے نبی علیہ السلام آپ ہم سے بالکل کوئی خوف نہ کریں ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں اور ہم دو کاموں کے لئے آئے ہیں پہلا مقصد تو یہ ہے کہ ہم آپ کو یہ بشارت سنائے ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ ایک علم والا فرزند عطا فرمائے گا اور ہمارا دوسرا کام یہ ہے کہ ہم حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب لے کر آئے ہیں۔

فرزند کی بشارت سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مقدس بیوی حضرت ”سارہ“ چونک پڑیں کیونکہ ان کی عمر ننانوے برس کی ہو چکی تھی اور وہ کبھی حاملہ بھی نہیں ہوئی تھیں۔ تعجب سے وہ چلاتی ہوئی آئیں اور ہاتھ سے ماٹھا ٹھونک کر کہنے لگیں کہ کیا مجھ بڑھیا بانجھ کے بھی فرزند ہوگا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ہاں آپ کے رب کا یہی فرمان ہے اور وہ پروردگار بڑی حکمتوں والا بہت علم والا ہے۔ چنانچہ حضرت اٰلِھِ عَلَیْہِ السَّلَام پیدا ہوئے۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص ۹۳۸ (ملخصاً) پ ۲۶، الذاریات: ۲۴ - ۲۹)

قرآن مجید نے اس واقعہ کو ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے کہ

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُّسْكِرُونَ ﴿٢٨﴾ فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعُجْلٍ سَيِّئٍ ﴿٢٩﴾ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿٣٠﴾ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ

خَيْفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ وَبَشِّرْهُ بِالْعِلْمِ عَلِيمٌ ۖ ۞۲۸ ۖ فَأَقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ فِي صَرَاقَةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ۖ ۞۲۹ ۖ قَالُوا كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۖ ۞۳۰

(پ ۲۶، الذاریات: ۲۴-۳۰)

ترجمہ کنزالایمان:- اے محبوب کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی جب وہ اس کے پاس آ کر بولے سلام کہا سلام ناشناسا لوگ ہیں پھر اپنے گھر گیا تو ایک فرہہ پھڑالے آیا پھر اسے ان کے پاس رکھا کہا کیا تم کھاتے نہیں تو اپنے جی میں ان سے ڈرنے لگا وہ بولے ڈریئے نہیں اور اسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی اس پر اس کی بی بی چلاتی آئی پھر اپنا ماتھا ٹھونکا اور بولی کیا بڑھیا بانجھ انہوں نے کہا تمہارے رب نے یونہی فرما دیا ہے اور وہی حکیم دان ہے۔

درس ہدایت:- اس واقعہ سے یہ ہدایت کی روشنی ملتی ہے کہ ملائکہ کبھی کبھی آدمی کی صورت میں لوگوں کے پاس آیا کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حج کے موقع پر حرم کعبہ اور منی و عرفات و مزدلفہ وغیرہ میں کچھ فرشتوں کی جماعت انسانوں کی شکل و صورت میں مختلف بھیس بنا کر آتی ہے جو حاجیوں کے امتحان کے لئے خدا کی طرف سے بھیجی جاتی ہے۔ اس لئے حجاج کرام کو لازم ہے کہ مکہ مکرمہ اور منی و عرفات و مزدلفہ اور طواف کعبہ و زیارت مدینہ منورہ کے ہجوم میں ہوشیار رہیں کہ ہرگز ہرگز کسی انسان کی بھی بے ادبی و دل آزاری نہ ہونے پائے اور تاجروں یا حمالوں یا فقیروں سے جھگڑا کرنا نہ ہونے پائے۔ تمہیں کیا خبر ہے کہ یہ آدمی ہے یا آدمی کی صورت میں کوئی فرشتہ ہے جو تمہیں دھکا دے کر یا ڈانٹ کر تمہارے حلم و صبر کا امتحان لے رہا ہے۔ یہ وہ نکتہ ہے جس سے عام طور پر لوگ ناواقف ہیں اس لئے سفر حج میں قدم قدم پر لوگوں سے الجھتے اور جھگڑتے رہتے ہیں اور بعض اوقات دنیا و آخرت کا شدید نقصان و خسارہ اٹھاتے ہیں۔ لہذا اس نقصانِ عظیم سے بچنے کی بہترین تدبیر یہی ہے کہ ہر شخص کے بارے میں یہی خطرہ محسوس کرتے رہیں کہ شاید یہ کوئی فرشتہ ہو جو تاجریا

سائل یا مزدور کے بھیس میں ہے اور پھر اس سے سنبھل کر بات چیت کریں اور حتی الامکان اس کو راضی رکھنے کی کوشش کریں اور ہرگز ہرگز کسی تلخ کلامی یا سخت گوئی کی نوبت نہ آنے دیں کہ اسی میں سلامتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۵۷﴾ چاند دو ٹکڑے ہو گیا

کفار مکہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھادیا ایک ٹکڑا ”جبل ابوقیس“ پر نظر آیا اور دوسرا ٹکڑا ”جبل قعقعان“ پر دیکھا گیا۔ اس طرح چاند کو دو پارہ کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار مکہ کو دکھادیا اور فرمایا کہ تم لوگ گواہ ہو جاؤ۔

(تفسیر جلالین، ص ۴۴۰، پ ۲۷، القمر: ۱)

یہ دیکھ کر کفار مکہ نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جادو کر کے ہماری نظر بندی کر دی ہے اس پر انہیں کی جماعت کے لوگوں نے کہا کہ اگر یہ نظر بندی ہے تو مکہ سے باہر کے کسی آدمی کو چاند کے حصے نظر نہ آئے ہوں گے۔ لہذا اب باہر سے جو قافلے آنے والے ہیں ان کی جستجو رکھو اور مسافروں سے دریافت کرو اگر دوسرے مقامات سے بھی چاند کا شق ہونا دیکھا گیا ہے تو بیشک یہ معجزہ ہے۔ چنانچہ سفر سے آنے والوں سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے دیکھا کہ اس روز چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔ اس کے بعد مشرکین کو انکار کی گنجائش نہ رہی۔ لیکن وہ لوگ اپنے عناد سے اس کو جادو ہی کہتے رہے۔ یہ معجزہ عظیمہ صحاح کی احادیث کثیرہ میں مذکور ہے اور یہ حدیث اس قدر درجہ شہرت کو پہنچ گئی ہے کہ اس کا انکار کرنا عقل و انصاف سے دشمنی اور بددینی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۹۵۳-۹۵۴، پ ۲۷، القمر: ۱)

اللہ تعالیٰ نے اس معجزہ کا بیان قرآن کی سورہ قمر میں ان الفاظ کے ساتھ بالا اعلان فرمایا کہ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ۚ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۚ ﴿۱﴾ وَاِنْ يَرَوْا آيَةً يُعَرِّضُوْا وَيَقُولُوْا
سِحْرٌ مُّسْتَبِرٌّ ﴿۲﴾ وَكَذَّبُوْا وَاَتَّبَعُوْا اَهْوَاٰهُمْ وَكُلٌّ اَمْرٌ مُّسْتَقَرٌّ ﴿۳﴾

(پ ۲۷، القمر: ۱-۳)

ترجمہ کنزالایمان: پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے اور ہر کام قرار پا چکا ہے۔

درسِ ہدایت: ”معجزہ ”شق القمر“ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بے مثال معجزہ ہے جو اس آیت کریمہ اور بہت سی مشہور حدیثوں سے ثابت ہے ہم نے اپنی کتاب ”سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“ میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے اس کے مطالعہ سے اطمینان قلب اور جلاء ایمان حاصل کیجئے۔

دل باغ باغ ہو جاتا ہے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ (آقا) مجھے ہر چیز کی معلومات عطا فرما دیجئے! ارشاد ہوا، ”ہر شے پانی سے بنی ہے۔“ میں نے عرض کی، اس چیز پر مطلع فرما دیجئے، جسے اپنا کر میں جنت کو پاسکوں۔ فرمایا، ”کھانا کھلاؤ اور سلام کو پھیلاؤ اور صلہ رحمی کرو اور رات میں (نفل) نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوں، تم سلامتی سے داخل جنت ہو جاؤ گے۔“ (فیضان سنت، ج ۱، ص ۱۳۳۲)

(مسند امام احمد، ج ۳، ص ۱۷۴، حدیث ۷۹۱۹)

﴿۵۸﴾ کسی قوم کا مذاق نہ اڑاؤ

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ اونچا سنتے تھے اس لئے جب وہ مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو صحابہ انہیں آگے جگہ دے دیا کرتے تھے۔ ایک دن جب وہ دربار رسالت میں آئے تو مجلس پر ہو چکی تھی، لیکن وہ لوگوں کو ہٹاتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب پہنچ گئے۔ مگر پھر بھی ایک آدمی ان کے اور حضور کے درمیان رہ گیا۔ حضرت ثابت بن قیس اس کو بھی ہٹانے لگے لیکن وہ شخص اپنی جگہ سے بالکل نہیں ہٹا تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غصہ میں بھر کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو اس شخص نے کہا کہ فلاں آدمی ہوں۔ یہ سن کر حضرت ثابت بن قیس نے حقارت کے لہجے میں کہا کہ اچھا تو فلاں عورت کا لڑکا ہے۔ یہ سن کر اس شخص نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا اور اس کو بڑی تکلیف ہوئی اس موقع پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔ اور حضرت ضحاک سے منقول ہے کہ قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ بہترین پوشاک پہن کر بصورت وفد بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے اور جب ان لوگوں نے ”اصحاب صفہ“ کے غریب و مفلس مسلمانوں کو فرسودہ حال دیکھا تو ان کا مذاق اڑانے لگے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۹۲۹، پ ۲۶، الحجرات: ۱۱)

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ام المؤمنین بی بی صفیہ کو ایک دن ”یہودیہ“ کہہ دیا تھا۔ جس سے ان کو بہت رنج و صدمہ ہوا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہوا تو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہت زیادہ خفگی کا اظہار فرمایا اور حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا کی دل جوئی کے لئے فرمایا کہ تم ایک نبی (حضرت ہارون علیہ السلام) کی اولاد میں ہو اور تمہارے چچاؤں میں بھی ایک نبی (حضرت موسیٰ علیہ السلام) ہیں اور تم ایک نبی کی بیوی بھی ہو یعنی میری بیوی ہو۔ اس موقع پر ان آیات کا نزول ہوا۔ (تفسیر صباوی، ج ۵، ص ۱۴۹۴، پ ۲۶، الحجرات: ۱۱)

بہر حال ان مذکورہ بالا تینوں شانِ نزول میں سے کسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ (عزوجل) نے کسی قوم کا مذاق اڑانے کی سخت ممانعت فرمائی۔

آیت کریمہ یہ ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمٍ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءً مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْبِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۚ بِئْسَ الْأَسْمُ الْقُسُوفُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبَّ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ١١ (پ ۲۶، الحجرات: ۱۱)

ترجمہ کنزالایمان :- اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے نہیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

دوسری ہدایت :- قرآن کریم کی ان چمکتی ہوئی آیتوں کو بغور پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے کہ اس زمانے میں جو ایک فاسقانہ اور سراسر مجرمانہ رواج نکل پڑا ہے کہ ”سید“ و ”شیخ“ اور ”پٹھان“ کہلانے والوں کا یہ دستور بن گیا ہے کہ وہ دُھنیا، جولاہا، گنڈوا، قصائی، نائی کہہ کر مخلص و متقی مسلمانوں کا مذاق بنایا کرتے ہیں بلکہ ان قوموں کے عالموں کو محض ان کی قومیت کی بناء پر ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں بلکہ اپنی مجلسوں میں ان کا مذاق بنا کر ہنستے ہنساتے ہیں۔ جہاں تو جہاں بڑے بڑے عالموں اور پیرانِ طریقت کا بھی یہی طریقہ ہے کہ وہ بھی یہی حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔ حد ہو گئی کہ جو لوگ برسوں ان قوموں کے عالموں کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے خود عالم اور شیخ طریقت بنے ہیں مگر پھر بھی محض قومیت کی بناء پر اپنے استادوں کو حقیر و ذلیل سمجھ کر ان کا تمسخر کرتے رہتے ہیں۔ اور اپنے نسب و ذات پر فخر کر کے دوسروں کی ذلت و حقارت کا